

سلسلہ دارالتصنیف صوفیہ نمبر (۲۳۳)

جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

نام کتاب : رسالہ زیارتِ قبور
مولف : مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری
کمپیوٹر کتابت : مصطفیٰ سعید

SSS Computer. Graphics

21-1-285، مسجد کھیلہ قدیم، نزد ہائی کورٹ

رکاب گنج حیدر آباد فون نمبر : 4562636

مقام طباعت : اولیس گرافکس۔ حیدر آباد

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سن اشاعت : رجب ۱۴۲۰ھ م نومبر ۱۹۹۹ء

ہدیہ : Rs.15/- (پندرہ روپیہ سکھ ہند)

کتاب ملنے کے پتے

(۱) تصوف منزل 21-1-247 قریب ہائیکورٹ، حیدر آباد۔ فون 4562636

(۲) 16-9-690 قریب پانی کی ٹانگی قدیم ملک پیٹ۔ حیدر آباد۔ فون 4550540

(۳) خانقاہ مخدومیہ، 20-7-582 نزد دیوڑھی اقبال الدولہ حیدر آباد۔ فون 4578338

(۴) صدر دفتر کل ہند جمعیتہ المشائخ، خیابان مخدومی، بہادر پورہ حیدر آباد۔ فون 4571549

(۵) ہلال پن اسٹور گلزار حوض و شاخ تالاب کٹہ روڈ حیدر آباد

هو الباقي

رسالہ

زیارتِ قبور

یعنی

شریعت کی روشنی میں زیارتِ قبور کا ثبوت اور مسنون طریقہ

افادات

حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری نور اللہ مرقدہ

ترتیب ، تشریح و توسیع

حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہ

(صدر کل ہند جمعیتہ الشانخ)

بمحسن تعاون

مولانا الحاج قاری سید شاہ سجاد علی صوفی قادری معزز کن کل ہند جمعیتہ الشانخ

اشاعت

سید الصوفیہ اکیڈمی

تصوف منزل قریب ہائیکور، جیدر آباد۔ ۲ (۱-۷۰ پی) انڈیا

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۵	قبر پر پھول، چادر گل اور صندل ڈالنا	۱	حرف آغاز
۱۶	قبرستان میں بیٹھنا	۴	ماخذ
۱۷	قبر کے پاس تلاوت و ختم قرآن	۵	قبور
۱۹	فاتحہ خوانی	۶	زیارت قبور
۲۱	آداب دعاء	۶	قرآن کی روشنی میں
۲۱	دعاء ایصال ثواب	۶	احادیث کی روشنی میں
۲۳	دعاء مغفرت	۷	زیارت قبور کے فائدے
۲۶	عذاب میں کمی اور مدارج میں بلندی	۸	زیارت قبور سنت ہے
۲۷	قبر پر عودلو بان یا اگر بتی جلانا	۹	فقہ کی روشنی میں
۲۷	قبر پر ہاتھ سے مسح کرنا اور بوسہ دینا	۹	زیارت قبور کے ایام
۳۰	استسقاء، استغاثہ، استعانت و توسل	۱۰	زیارت قبور کے اوقات
۳۵	کشف قبور اور استغاثہ	۱۰	زیارت قبور سے قبل نماز
۳۶	کشف ارواح	۱۱	قبرستان تک راستہ میں
۳۷	طعام یا شیرینی کی تقسیم	۱۱	قبروں کا رد نہنا
۳۷	زیارت قبور کے بعد واپسی	۱۲	قبرستان میں جوتے اتار دیں
۳۸	ثواب سب کو یکساں اور برابر	۱۲	قبر کے پائین سے آئیں
۳۸	متفرق مسائل قبور	۱۲	یوقت زیارت آداب و حالت
۳۸	قبر پختہ بنانا منع ہے	۱۳	یوقت زیارت قبلہ کی جانب پشت ہو
۳۹	قبر کی شکل اور اونچائی	۱۳	یوقت زیارت قیام سنت ہے
۳۹	ہزار پر غلاف ڈالنا	۱۳	قبر کے پاس کھڑے ہو کر سلام کریں
۴۰	قبرستان میں چراغاں کرنا جائز ہے	۱۳	یوقت قیام ہاتھ کس طرح رکھیں؟
۴۱	قبر پر گنبد و قبہ بنانا	۱۴	مسلمانوں کی قبروں پر سلام
۴۴	بعض کام پہلے مکروہ آخری زمانہ میں مستحب	۱۵	شہید کی قبر پر سلام
۴۵	قبر پر بیٹھنا ممنوع سے مراد	۱۵	مخلوط مقبرہ کا سلام

حرف آغاز

ہر مذہب اور دھرم میں باہمی اتحاد اور بھائی چارگی کا مفہوم الگ الگ ہے لیکن اس بارے میں اسلامی تعلیمات سب سے اچھوتی بھی ہیں اور جامع بھی۔ چنانچہ قرآن پاک نے پہلے تو سارے انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناتے بلا تفریق و امتیاز ایک ہی انسانی رشتہ میں منسلک کر دیا پھر اسکے بعد ایمان اور اطاعتِ خدا اور رسول کی بنیاد پر دینی اخوت و محبت کے رشتہ میں جوڑ دیا یہ رشتہ اس قدر دیرپا اور مستحکم ہے کہ اس دنیائے فانی کی حد تک ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی یہ رشتہ قائم و برقرار رہتا ہے۔ اسلامی اقدار کی بدولت ہی دو مومن اپنی زندگی میں بھائی بھائی ہوتے ہوئے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کے پیارے الفاظ سے باہم ملاقات کرتے ہیں اسی طرح وفات کے بعد شرعی احکام کی تعمیل میں ایک زندہ مومن اپنے مرحوم بھائی کی قبر کی زیارت کرتا اور ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُورِ“ کے کلمات سے اسکے لئے دعائے سلامتی و مغفرت کرتا ہے۔ یعنی زندگی میں ملاقات کے موقع پر ”اے میرے بھائی تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو“ کے الفاظ سے اور وفات کے بعد ”اے قبروں میں آسودہ ہمارے بھائیو تم پر سلام ہو“ کے کلمات کے ذریعہ ایک مومن اپنے کسی ایماندار بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہی رہتا ہے۔

مرحومین سابقین کیلئے دعائے مغفرت کی ہدایت قرآن مجید کے ان الفاظ میں دیتا ہے ”رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُونَا بِالْإِیْمَانِ“ (حشر-۱۰) یعنی اے ہمارے رب ! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی بخشش فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے۔

اسی طرح حضور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی زیارت قبور کو قبر والوں پر دعا و استغفار بناؤ۔ (طبرانی) اور یہ عمل صحابہ کرام اور ائمہ و صالحین سلف سے ثابت ہے۔

ہادی دوعالم ﷺ کی ان تعلیمات اخوت و یگانگت کو چند دین نا آشنا افراد نے فراموش کرتے ہوئے قبور کی زیارت کو آجکل قبر پرستی اور شرک کا نام دے دیا ہے۔ افسوس کہ زیارتِ قبور سے یہ لوگ خود بھی باز رہتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر کے انھیں بھی اس مسنون و مستحب کام سے روکنے میں بڑی شدت سے کام لیتے ہیں۔

دورِ حاضر بڑا پُر آشوب و پُر فتن ہو گیا ہے۔ ہر طرف دینی بے راہ روی بلحہ بے دینی کا دور دورہ ہے۔ بد عقیدگی کی آندھی اور اندھیرے میں حقانیت کے چراغ کو روشن رکھنا اور اسکی تابانی کو جگہ جگہ پھیلانا آج ہر مومن صادق کا دینی فریضہ ہے۔

میرے جد امجد حضرت سید الصوفیہ مفتی و محدث دکن سید شاہ احمد علی صوفی حسنی حسینی قادری نور اللہ مرقدہ نے اسی مشن کی تکمیل میں تشنگانِ حق کو جہاں اپنے ارشادات سے سیراب فرمایا وہیں اپنے رشتاتِ قلم، تصنیفات و تالیفات کے ذریعہ ایک عالم کو فیضیاب فرمایا جن میں سے ”فاتحہ اموات“ اور ”زیاتِ قبور“ جیسے آج کے سلگتے موضوعات بھی شامل ہیں اور جن پر مشتمل آپکے بعض مقالات تو آپ ہی کی زیرِ ادارت قریب پچیس سال تک شائع ہونے والے ماہنامہ ”رسالہ صوفی اعظم“ میں شامل ہوتے رہے اور بعض دیگر مسودات میرے عم محترم حضرت الحاج سید شاہ سجاد علی صوفی قادری مدظلہ، معزز رکن کل ہند جمعیتہ المشائخ کے پاس محفوظ تھے۔ کتاب ہذا میں ان سب مقالات کی یکجائی، ترتیب، حسبِ ضرورت تشریح اور عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ اضافہ کرنے میں

والدی و مرشدی حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری دامت برکاتہ
صدر کل ہند جمعۃ المشائخ نے بڑی تحقیق و جانفشانی سے کام لیا۔ اور قرآنی آیات کے علاوہ
تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، ولعت وغیرہ کی کوئی (۸۰) مستند و معتبر کتب کے
حوالوں کے ساتھ ”زیارت قبور“ کے تقریباً سب ہی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جسکا
اندازہ کتاب کے آغاز میں دی گئی فہرستِ عنوانات پر ایک نظرِ طائر ڈالنے سے
ہو جائیگا۔ اسی سلسلہ کی دوسری کتاب ”فاتحۃ اموات“ بھی زیر طباعت ہے جو انشاء
اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔

کتاب ہذا کی طباعت کیلئے درکار جملہ مصارف کی تکمیل کیلئے حضرت عم محترم مدظلہ
نے رقتی اعانت سے نوازا ہے جسکے لئے سید الصوفیہ اکیڈمی تیرول سے سپاس گزار ہے۔
قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ کتاب میں کہیں سہویا طباعت میں کہیں
مخوپائیں تو ازراہ عفو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکا لحاظ رکھا جاسکے۔

دعا ہے کہ رب العزت اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور اسکا ثواب
جاریہ حضرت سید الصوفیہ علیہ الرحمۃ والرضوا کی روح پر فتوح کو خصوصاً اور جملہ
مسلمین و مسلمات اور مومنین و مومنات کی ارواح کو عموماً ایصال فرمائے آمین
بِحَاجَةِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ
الطَّاهِرِينَ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ فقط

معمت سید الصوفیہ اکیڈمی

مرقوم ۱۵/رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری

م ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۹ء دوشنبہ

یم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) ریسرچ اسکالر (عثمانیہ یونیورسٹی)

تصوف منزل قریب ہائیکورٹ۔

حیدرآباد۔ آندھرا پردیش۔

ماخذ

مختاری	دار قطنی	نزہۃ الخاطر	سراج الوہاج
مسلم	ابن حجر	حصن حصین	فتح القدر
مشکوٰۃ	عینی	فوائد نجاتی	شرح ہدایہ
ابن ماجہ	تحقیق الحق المبین	شرح موطا	جواہر المظم
متدرک	بجہ الاسرار	رسالہ صوفی اعظم	شرح منیر
حاکم	مشارق الانوار	شمس التوارخ	طی الفرائخ
شعب ایمان	شرح المنجی	قول الجلیل	نور الایضاح
یہقی	صلح الاخوان	شاہد الوجود	شرح نور
تاریخ خطیب	لباب المناسک	الفتح المبین	مضمرات
ابن عساکر	تفسیر کبیر	عالمگیری	قواعد قرآن
ابوداؤد	تفسیر فتح القدر	تہذیب	سراجیہ
ماثبت من السنہ	اشرف التفاسیر	بحر الرائق	ذخیرہ
کنز العمال	کنز الایمان	رد مختار	فتاوی علامہ اعلیٰ
شرح الصدور	در منثور	در مختار	تاتارخانیہ
اشعۃ الممعات	مرآۃ المناجیح	مختار النوازل	بدائع
طبرانی	روح البیان	شرح لباب	یزازیہ
اتقان	کشف النور	مرقات	مصباح
شامی	لمعات	غرائب	المنجد
شفاء الاسقام	خلاصۃ الوفا	تقیہ	المورد
زیلعی	شرح سفر السعادات	نزائۃ الفتاوی	فرہنگ آصفیہ

زیارتِ قبور

قبور

قبور جمع ہے قبر کی جو عربی لفظ ہے بمعنی لحد، مزار، مرقد، تربت، ضريح یا مدفن یعنی زمین میں مردہ انسان کو دفن کرنے کی جگہ۔ قبر کو فارسی میں گور، ہندی میں سمدھی اور انگریزی میں Grave یا Burial کہتے ہیں (مصابح المنجد، المورد، منتخب اللغات، فرہنگِ آصفیہ)۔

عربی میں قبرستان کو ”مقبرہ“ کہتے ہیں جسکی جمع مقابر ہے۔ قرآن مجید میں لفظ قبر ایک جگہ، قبور کا لفظ پانچ جگہ اور مقابر کا لفظ ایک جگہ آیا ہے۔

موت سے لیکر قیامت میں اٹھنے یعنی حشر تک کے وقت اور حالت کو برزخ بھی کہتے ہیں چاہے موت طبعی کے بعد قبر میں دفن کیا جائے یا پانی میں ڈوب جانے سے یا آگ میں جل جانے سے موت واقع ہو قرآن پاک میں دو جگہ برزخ کا لفظ ملتا ہے۔

زیارت

زیارت کے معنی ہیں ملاقات، مقدس مقام کا نظارہ یا کسی بزرگ سے ملنا۔ اسی سے مشتق لفظ زائر ہے بمعنی زیارت کرنے والا اور مزار بمعنی زیارت کی جگہ۔ اس کے علاوہ زیارت گاہ کا لفظ بھی بمعنی مقدس جگہ، متبرک مقام، درگاہ، آستانہ، بارگاہ استعمال ہوتا ہے (لغات مذکورہ بالا)

کسی مسلمان کی وفات یا دفن کے تیسرے دن جو فاتحہ سیوم اور ختم قرآن کا انعقاد عمل میں آتا ہے اسکو بھی عرف عام میں زیارت کہتے ہیں۔

زیارتِ قبور

اصطلاحاً زیارتِ قبور سے مراد قبرستان جا کر کسی مسلمان کی قبر پر گل افشانی، فاتحہ خوانی، تلاوتِ قرآن اور دعائے مغفرت کرنا ہے جو شریعت میں جائز اور موجبِ حسنات ہے لیکن

قرآن کی روشنی میں

(۱) وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ (توبہ-۸۴) یعنی اسکی قبر پر کھڑا نہ ہو، کے تحت کسی منافق کی قبر کی زیارت کرنا اور وہاں دعائے خیر کرنا نیز کسی کافر و مشرک اور غیر مسلم کی قبر یا سادھی کی زیارت کرنا اس پر پھول وغیرہ ڈالنا حرام ہے (اثر الفاسد) نوٹ: اس طرح کسی مسلمان کے قبر کی زیارت کا جواز بھی ثابت ہو گیا کیونکہ قرآن میں ممنوع اور حرام باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے ہٹ کر باقی باتیں جائز اور حلال قرار پاتی ہیں یوں بھی

(۲) مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (نساء-۸) یعنی جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ زیارتِ قبور سے متعلق حضور اکرم ﷺ کے احکام و ہدایات ذیل میں دئے جاتے ہیں جو اس آیت شریفہ کی رو سے احکامِ الہی کے مترادف ہیں جسکی تعمیل واجب ہے۔

احادیث کی روشنی میں

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

۱۔ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب انکی زیارت کیا کرو۔

(مسلم۔ مشکوٰۃ)

۲۔ میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب انکی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (الن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

۳۔ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

نوٹ : اسلام ایک دینِ فطرت ہے لہذا اسلامی تعلیمات کا پابند بنانے سے قبل انسانی نفسیات کا پورا پورا لحاظ کرتے ہوئے رفتہ رفتہ اور مرحلہ بہ مرحلہ شرعی احکام نافذ کئے گئے تاکہ انھیں اپنانے میں سہولت ہو مثلاً شراب کی حرمت کے تدریجی احکام۔ اسی طرح شروع اسلام میں مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے زیارتِ قبور منع تھی کیونکہ یہ لوگ نئے نئے اسلام قبول کئے تھے۔ پہلے بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں قبر پرستی نہ کریں۔ بعد میں جب وہ عقیدہ اسلام میں راسخ ہو گئے تو پھر زیارتِ قبر پر عائد کردہ ممانعت منسوخ فرمادی گئی۔

نیز ان احادیث سے بلا قید و تعین زیارتِ قبور کا ثبوت ملتا ہے یعنی زیارتِ قبور روزِ کرویا مہینہ میں کرویا سال میں کرو ، اکیلے کرو یا مجمع کے ساتھ زیارت کرو یہ سب جائز ہے کوئی پابندی نہیں ہے۔

زیارتِ قبور کے فائدے

- ۱۔ قبروں کی زیارتِ آخرت ، موت اور خیر کو یاد دلاتی ہے (الن ماجہ۔ کنز الایمان)
- ۲۔ قبروں کی زیارت دل کو نرم کرتی ہے ، آنکھ سے آنسو بہاتی ہے (متدرک ، حاکم)
- ۳۔ قبروں کی زیارت سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ (شعب ایمان بیہقی)
- ۴۔ قبروں کی زیارت سے اہل قبور کا سلام آتا ہے۔ (تاریخ خطیب ، ابن عساکر)
- ۵۔ قبروں کی زیارت دنیا میں زاہد بناتی ہے۔ (الن ماجہ)

۶۔ جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کیا کرے تو اسکی بخشش کی جائیگی اور وہ بھلائی کرنے والا لکھا جائیگا (شہقی، شعب ایمان)

زیارتِ قبور سنت ہے

۱۔ حضور رسول اکرم ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی (مسلم۔ مشکوٰۃ)
(نوٹ: بی بی آمنہ کا مزار پر انوار مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان پرانے راستہ پر بمقام ”ابواء“ واقع ہے۔ چھ سال کی عمر میں بی بی آمنہ صابزادہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ واپس ہو رہی تھیں کہ ابواء میں بیمار ہو کر وفات پائیں اور وہیں مدفون ہوئیں)

۲۔ حضرت رسول اللہ ﷺ جبل احد پر شہدائے احد کی قبروں کی زیارت کیلئے ہر سال تشریف لے جاتے اور فرماتے ”سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ“ یعنی تم پر سلامتی ہو کہ تم نے صبر کیا پس کیا ہی اچھا یہ بعد کا گھر ہے۔“ (ابوداؤد)

اور چاروں خلفاء راشدین بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر۔ درمنثور)

۳۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شعبان کی پندرہویں شب (یعنی شبِ برات) میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بَقِیْعُ الْعَرْقَدِ (یعنی مدینہ منورہ کا قبرستان جس کو جنت البقیع بھی کہتے ہیں) میں تشریف لے گئے اور مسلمان مردوں، عورتوں اور شہیدوں کے لئے دعا فرمائی (ماثبت من النہ)

۴۔ بی بی عائشہ اور خاتونِ جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما روضہ نبوی کی شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی اور دیگر قبور کی زیارت فرمایا کرتی تھیں۔ (مش التواریخ)

۵۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چار

ہزار صحابی ملکِ یمن میں اسلئے گئے تھے کہ وہاں ایک بزرگ کے مقام کی زیارت کریں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے موجود تھا (کنز العمال)۔
 ۶۔ جب کوئی صحابی انصار میں سے انتقال فرماتے تو انصار انکی قبر پر آیا کرتے اور ان کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن پڑھتے۔ (شرح الصدور)

فقہ کی روشنی میں

- ۱۔ مردوں کیلئے زیارتِ قبور میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری)
 - ۲۔ مردوں کیلئے زیارتِ قبور مستحب ہے۔ (تہذیب۔ بحر الرائق۔ رد مختار)
 - ۳۔ عورتوں کیلئے زیارتِ قبور میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری۔ رد مختار)
 - ۴۔ صالحین کی قبروں سے برکت لینے کیلئے بوڑھی عورتوں کے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور عورت جو ان ہو تو مکروہ ہے۔ (رد مختار)
- نوٹ :- چونکہ شریعت میں عورتوں کا غیر محرموں کے ساتھ بے پردہ ملنا جلنا ممنوع اور حرام ہے نیز اس سے فتنے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے آجکل بعض علمائے کرام احتیاطاً عورتوں کو روضہ نبوی مدینہ منورہ کے سوا زیارتِ قبور کیلئے قبرستان جانے کی اجازت نہیں دیتے تاکہ نیکی برباد اور گناہ لازم نہ ہو جائے۔ درنہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ بی بی عائشہ صدیقہ بی بی فاطمہ زہرا اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن نے زیارتِ قبور فرمائی۔ لہذا عورتوں کیلئے زیارتِ قبور جائز ہے بشرطیکہ بے پردگی وغیرہ ممنوعات و منہیات کا خاص خیال و لحاظ رکھا جائے۔

زیارتِ قبور کے ایام

- ۱۔ ہر ہفتہ (شنبه) کو قبروں کی زیارت کی جائے۔ (رد مختار۔ مختارات النوازل)

۲۔ جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کرنی فاضل تر ہے بہ نسبت دوسرے دنوں کے۔ (رد مختار۔ اشعہ۔ شرح لباب)

۳۔ زیارتِ قبور کیلئے چار روز افضل ہیں دو شنبہ (پیر) پینچشنبہ (جمعرات) جمعہ اور شنبہ (ہفتہ)۔ (عالمگیری۔ شامی۔ غرائب۔ شرح لباب)

۴۔ دونوں عید یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نیز یومِ عاشورہ یعنی دسویں محرم کو بھی زیارتِ قبور افضل ہے۔ (عالمگیری۔ غرائب)

۵۔ اس طرح جن متبرک راتوں میں قبروں کی زیارت افضل ہے ان میں خصوصاً شبِ برات یعنی ماہ شعبان کی پندرہویں شب ہے۔ (عالمگیری)

۶۔ اور بعض متبرک زمانوں میں بھی زیارتِ قبور افضل ہے جیسے ماہِ ذی الحجہ کے پہلے دس دن۔ (عالمگیری۔ غرائب)

۷۔ ہر ہفتہ قبروں کی زیارت کی جائے (رد مختار۔ مختار النوازل)

زیارتِ قبور کے اوقات

جمعہ کے دن اول وقت یا پھر بعد نمازِ جمعہ زیارتِ قبور کیلئے اچھا وقت ہے۔ اسی طرح ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک، جمعرات کے روز، دن میں اول وقت اور بعض نے کہا آخر وقت زیارتِ مستحب ہے۔ (عالمگیری۔ غرائب)

زیارتِ قبور سے قبل نماز

قبور کی زیارت کا جب ارادہ ہو تو گھر میں دو رکعتیں مستحب اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیہ الکرسی اور تین بار سورہ اخلاص تلاوت کریں اور اس نفل نماز کا ثواب میت کو پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں ایک نور بھیجتا ہے اور نماز پڑھنے والے کو کثیر ثواب عطا فرماتا ہے۔ (عالمگیری)

قبرستان تک راستہ میں

مذکورہ بالا نماز ادا کرنے کے بعد قبرستان کی طرف روانہ ہوں اور راستہ میں
لا یعنی (بے مقصد) باتوں اور بیکار کاموں میں مشغول نہ ہو جائیں۔ (عالمگیری)

قبروں کا روندنا

۱۔ ایک مسلمان کی قبر پر روندتے چلنے سے آگ کی چنگاری پر یا تلوار پر چلنا
بہتر ہے۔ (المنہاج)

۲۔ قبروں کو روندنے والا گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری۔ تنبیہ)

۳۔ شیخ جندیؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے والدین کی قبریں دیگر قبروں کے
پچ میں واقع ہیں۔ تو ایسی صورت میں کیا یہ جائز ہے کہ وہ شخص دوسرے
مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے دعا و تسبیح کرتا ہوا گذرے اور اپنے
والدین کی قبروں تک پہنچ کر ان کی زیارت کرے تو فرمایا ہاں جائز ہے
بشرطیکہ دیگر قبروں کو روندے بغیر پہنچ سکتا ہو۔ (عالمگیری)

۴۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر اہل قبور کیلئے زائر کچھ پڑھ دیتا ہے اور انکے لئے دعا
کرتا یا تسبیح پڑھتا ہے تو ایسی صورت میں قبریں روندی جائیں تو کچھ
مضائقہ نہیں۔ (رد مختار۔ خزائن الفتاویٰ)

۵۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے ضرورت قبر کو نہ
روندیں اور دور ہی سے زیارت کر لی جائے۔ نیز فرمایا کہ قبر پر نہ بیٹھیں۔
(رد مختار۔ خزائن الفتاویٰ)

نوٹ : الحاصل قبروں کو روندنے اور ان پر بیٹھنے سے کراہتِ تنزیہی مراد ہے اور
قضاء حاجت کیلئے قبروں پر بیٹھنا کراہتِ تحریمی مراد ہوگی۔

قبرستان میں جوتے اتار دیں

ہمارے نزدیک قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا مکروہ نہیں۔ (سراج الوہاج۔ عالمگیری)
لیکن جب زائر مقبرہ میں (قبر کے پاس) پہنچے تو (احتراماً) اپنے جوتے (پاؤں سے) اتار
دے۔ (عالمگیری۔ غرائب)

قبر کے پائیں سے آئیں

(۱) حتی الامکان زائر قبر کے پائین کی جانب سے آئے اور سرہانے سے نہ آئے
کیونکہ اگر سرہانے سے آئیگا تو میت کی آنکھ کو تکان ہوگی (عالمگیری۔ غرائب)
کیونکہ

(۲) حیات اموات سے متعلق حضور رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے
مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو۔ میت بُرے پڑوسی سے اسی
طرح ایذا پاتی ہے جس طرح کہ زندہ اپنے بُرے پڑوسی سے ایذا پاتا ہے۔
(طی الفرائخ)

(۳) یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ قبر پر جو پرندہ بیٹھتا ہے اسکو قبر والا پہچانتا ہے کہ وہ
نر ہے یا مادہ اور کس رنگ کا ہے۔ (طی الفرائخ)

بوقت زیارت آداب و حالت

(۱) قبروں کی زیارت کے وقت غفلت و بے اعتنائی سے نہیں بلکہ عبرت اور
حیرت کی صفت سے رہنا چاہئے اس خیال کے ساتھ کہ ایک نہ ایک دن
ہمیں بھی موت کا مزا چکھنا ہے اور ہمکو بھی اسی طرح عالم برزخ سے سابقہ
پڑنے والا ہے۔

زیارت کے وقت صاحبِ قبر کا احترام واجب ہے خصوصاً صالحین اور بزرگانِ دین کی حرمت اور آداب کی رعایت انکے قدر و مراتب کے موافق چاہئے جس طرح کہ انکی زندگی کی حالت میں کی جاتی تھی۔ اس لئے کہ صالحین، خاص کر اپنی زیارت کرنے والوں کی، انکے آداب کے اندازہ پر، امدادِ بلیغ کرتے ہیں۔

(اشعۃ المعات)

یعنی زندگی کی حالت میں جس قدر نزدیک اور دور رہنا چاہئے اسی پر قیاس کرتے ہوئے مزار کی زیارت کے وقت بھی نزدیکی اور دوری کا لحاظ رہے۔

بوقتِ زیارت قبلہ کی جانب پشت ہو

قبر کی زیارت اور سلام کے وقت قبلہ کی طرف پشت اور قبر کی جانب منہ کریں کہ اہلِ قبر کے چہرے (سینہ) کے مقابل رہیں۔ (عالمگیری۔ اشعۃ المعات)

بوقتِ زیارت قیام سنت ہے

(۱) قبر کے پاس کھڑے ہو کر سلام کریں۔ (عالمگیری۔ غرائب)

(۲) قبر کی زیارت کھڑے رہ کر کرنا سنت ہے اور قبر کے پاس کھڑے رہ کر دعا

کرنا مسنون ہے۔ (عالمگیری۔ رد مختار۔ فتح القدیر۔ اشعۃ المعات۔ بحر الرائق)

بوقتِ قیام ہاتھ کس طرح رکھیں؟

ابن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زیارتِ قبور کے وقت جبکہ دعا کا وقت نہ ہو سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اسی طرح رکھیں جس طرح نماز (کے قیام) میں رکھتے ہیں۔ زیارت کے وقت ہاتھ چھوڑ کھنے سے باندھے رکھنا اولیٰ (افضل) اور اوجہ (بہتر) ہے۔ اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ شیخ کرمانی حنفی کو دیکھا ہے کہ وہ نماز کی مانند سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھا کرتے تھے۔ (جواہر المنظم۔ لباب المناسک۔ مسلک)

مسلمانوں کی قبروں پر سلام

(۱) اگرچہ احادیث شریفہ میں مسلمانوں کی قبروں پر سلام میں بہت طرح کے الفاظ وارد ہیں لیکن فقہائے کرام نے اسکی تقسیم اسطرح فرمائی ہے کہ بطور صحیح ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ“ کہیں اور ”عَلِیْکُمُ السَّلَامُ“ نہ کہیں۔

(رد مختار۔ شرح لباب ملا علی قاری)

(۲) جب مسلمانوں کے قبرستان میں پہنچیں تو ان الفاظ میں سلام ادا کریں۔

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ يَغْفِرُ
اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ وَنَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ
وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقْقُونَ ○

(شرح لباب ملا علی قاری۔ غرائب۔ رد مختار۔ عالمگیری)

ترجمہ : اے قبروں والو مومن لوگوں کے گھر والو ! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے اور ہم اللہ ہے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔ تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

(۳) جو کوئی کسی مسلمان کی قبر پر حسب ذیل سلام پڑھیگا تو اللہ تعالیٰ اس قبر والے پر چالیس سال کا عذاب، تنگی اور تاریکی دور فرمادے گا۔ (عالمگیری۔ غرائب)

السَّلَامُ عَلَیْکُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا
سَلَفٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقْقُونَ وَنَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ
الْعَافِيَةَ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ۔

ترجمہ : اے قبروں والو ! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو۔

اور بیشک ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔ اللہ کے نام سے شروع اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر۔

شہید کی قبر پر سلام

اگر شہید کی قبر کی زیارت ہو تو سلام کے الفاظ اس طرح کہیں۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (عائلیہی۔ غراب)

در اصل یہ سورہ رعد کی آیت ۲۴ کے الفاظ ہیں جس کا ترجمہ ہے ”سلامتی ہو تم پر“ تمہارے صبر کا بدلہ تو عقبی کا گھر کیا ہی خوب ملا۔“

مخلوط مقبرہ کا سلام

قبرستان میں اگر مسلمانوں اور کافروں کی قبریں مخلوط ہوں تو یوں سلام

کہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی (عائلیہی۔ غراب)

قبر پر پھول، چادر، گل اور صندل ڈالنا

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایسی دو قبروں پر سے گزر ہوا کہ

آپ کے ارشاد کے مطابق دونوں قبر والے عذاب میں مبتلا تھے۔ آنحضور ﷺ

نے کھجور کی ایک تروتازہ شاخ منگوائی اور اسے چیر کر ہر ایک قبر پر ایک ایک ڈالی

لگاتے ہوئے فرمایا کہ جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں اور خدا کی تسبیح کرتی

ریختی اس وقت تک ہر دو کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

(نوٹ :- ارشاد ربانی ہے اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ (بنی اسرائیل۔ ۴۴)

ترجمہ: کوئی چیز ایسی نہیں جو اس (اللہ) کی تعریف کرتے ہوئے پاکی نہ بیان کرے۔

علمائے کرام نے اسی حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے قبروں پر پھول، سبزہ،

سبز ڈالی، شاخ ترد تازہ اور خوشبودار لگائیاں گناہر طرح جائز اور موجب تخفیفِ عذابِ قبر قرار دیا ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔)

(۱) گلاب کے پھول اور ریاحین (سبزے کا خوشبودار پتہ) قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔

(غرائب عالمگیری)

نوٹ :- صندل بھی خوشبودار چیز ہونے کے سبب اسی حکم میں داخل ہے اور بزرگانِ

دین کے مزارات پر عرس کے موقع پر صندل مالی بھی اسی کے تحت ہے۔

(۲) قبروں پر اُگی ہوئی سبز گھاس کا اکھاڑنا اور کاٹنا مکروہ ہے نہ کہ سوکھی (یعنی

سوکھی گھاس اکھاڑنے کی ممانعت نہیں ہے۔)

(در مختار۔ رد مختار۔ بحر الرائق۔ شرحیہ)

اسکی علت یہ ہے کہ وہ ہریالی جب تک ترد تازہ رہیگی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی

رہیگی۔ مُردہ (قبر والا) اس تسبیح سے اُنس لیتا ہے نیز اسکے ذکر سے رحمت

نازل ہوتی ہے۔ (خانیہ۔ مدار)

(۳) پھول کی قیمت کا صدقہ کر دینا بھی اچھا ہے۔ (غرائب عالمگیری)

نوٹ :- بعض اصحاب پھول کوتاگے میں پرو کر ہار یا چادرِ گل بنا کر مزارات پر جو پیش

کرتے ہیں غالباً اُس کا عام مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہوا چلنے سے کھلے پھول

پر اگندہ اور منتشر ہو کر ادھر ادھر نہ اڑ جائیں۔ اگر چادر کی شکل میں ہوں تو

مزار پر ہی رہیں اور متفرق ہونے نہ پائیں گے۔

قبرستان میں بیٹھنا

(۱) سلام و زیارت کے بعد اگر بیٹھنا چاہیں تو قبر سے اسی طرح دور یا نزدیک

بیٹھیں جس طرح صاحبِ قبر کی حالتِ حیات میں انکے حسبِ مرتبہ

بیٹھنا ہو تا (شرح لباب ملا علی قاری۔ رد مختار)

اس طرح بیٹھنے کے بعد اس نشست میں چاہیں تو تلاوتِ قرآن کریں یا بزرگانِ دین کے طریقہ کے مطابق کشفِ ارواح کا مراقبہ کریں۔

(۲) قبر کے پاس قرأتِ قرآن کیلئے بیٹھنا اس مقصد سے کہ تلاوت اچھی اور سکون کے ساتھ ہو اور خوب سمجھ میں آئے اور باعثِ نصیحت و عبرت ہو تو مکروہ نہیں۔ (شامی۔ نور الایضاح۔ شرح نور)

قبر کے پاس تلاوت و ختم قرآن

(۱) زیارتِ قبور کے وقت اہلِ قبور کیلئے تلاوتِ قرآن کرنا عمدہ ہے۔ اکثر فقہاء بھی فرماتے ہیں کہ اہلِ قبور کو اس تلاوت سے نفع پہنچائیں۔ اور صدر الشہید جو مشائخِ حنفیہ سے ہیں امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کو اخذ کرتے ہیں اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے۔ (اشعۃ)

(۲) قبروں کے پاس قرآن پڑھنا امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ہمارے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور مختاریہ ہے کہ اہلِ قبر کو اس سے نفع ہوتا ہے۔ (عالمگیری۔ اتقان۔ مضمرات۔ کنون۔ قواعد قرآن)

(۳) اگر مقبرہ کے پاس ہو کر گزرتا ہو اور اہلِ قبور کے واسطے انکو ثواب پہنچانے کی نیت سے کچھ قرآن پڑھا تو ڈر نہیں۔ (سراجیہ۔ عالمگیری)

(۴) زیارتِ قبور کے وقت سورہ فاتحہ اور ابتدا و آخر سورہ بقرہ، آیہ الکرسی، سورہ لیس، سورہ ملک اور سورہ تکوین، سورہ اخلاص اور معوذتین وغیرہ کی تلاوت کریں۔ قبرستان میں سورہ اخلاص تین بار یا سات بار یا

گیارہ بار یا بارہ بار پڑھنا جائز ہے۔ (شرح لباب)

(۵) ارشادِ نبوی ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو اور سورہ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ تمام قبر والوں سے تخفیفِ (عذاب) فرماتا ہے اور اس پڑھنے والے کو ان کی گنتی کے برابر نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ (شرح الصدور)

۶۔ ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص قبروں پر گذر اور اس نے سورہ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھا پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو اسکو مردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملیگا۔ (در مختار۔ دار قطنی۔ شرح الصدور)

۷۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی قبرستان میں داخل ہو کر فاتحہ یعنی سورہ فاتحہ سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر پڑھے پھر کہے کہ الہی میں نے جو تیر اکلام پڑھا اس کا ثواب قبرستان کے مومنین و مومنات کو پہنچایا تو وہ اللہ کی طرف سے اسکے شفیع ہونگے۔ (فوائد ربانی۔ شرح الصدور)

۸۔ حضرت حماد مکیؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ معظمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ البتہ ایک مسلمان بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جسکو ہم ایک سال سے بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور)

(۹) قبر کی زیارت اور سلام کے بعد سورہ فاتحہ، آیتہ الکرسی، سورہ زلزال اور سورہ تکاثر پڑھیں۔ (غرائب۔ عالمگیری)

(۱۰) مسلمان ہر زمانہ میں قرآن پڑھ کر اس کا ثواب (مردوں کو) بخشتے رہے ہیں اور اس کا انکار تو منکر بھی نہیں کرتا۔ اور اہل سنت و جماعت کا تو اسی پر اجماع ہے۔ (شرح ہدایہ)

(۱۱) زائرِ قبور کیلئے مستحب ہے کہ اس سے جتنا ہو سکے وہ قرآن پڑھے اور اہلِ قبور کیلئے دعا کرے۔ امام شافعیؒ نے اس پر نص پیش کیا ہے اور تمام شافعی حضرات اس پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو اور بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور)

(۱۲) شیخ امام محمد بن فضلؒ فرماتے ہیں کہ قبر کے پاس تلاوتِ قرآن بآوازِ بلند مکروہ ہے البتہ آہستہ پڑھنے میں کوئی خوف نہیں اگرچہ ختم کر دے۔ (اشعۃ۔ عالمگیری۔ ذخیرہ) لیکن

(۱۳) صدر ابو الالحق الحافظؒ نے اپنے استاد شیخ ابو بکر محمد ابراہیمؒ سے نقل کیا ہے کہ سورہ ملک مقابر میں پڑھنا روا (جائز) ہے خواہ آہستہ پڑھیں کہ جہر (آواز) سے پڑھیں۔ (اشعۃ۔ عالمگیری۔ ذخیرہ)

(۱۴) اوپر کی دو مختلف روایات کے پیش نظر یہ فیصلہ زیادہ قابلِ ترجیح ہے کہ اگر کسی نے قبروں کے پاس قرآن پڑھا اور اگر یہ نیت ہے کہ اسکو آواز سے قرآن کی تلاوت سے فائدہ ہو تو آواز ہی سے پڑھے اور اگر ایسی نیت یا قصد نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ قرأتِ قرآن کو سنتا ہے جہاں کہیں ہو۔ (اور جیسے بھی ہو) (عالمگیری۔ فتاویٰ قاضی خاں)

فاتحہ خوانی

عام طور پر زیادہ فضیلت و ثواب والی آیتوں کی تلاوت کے ذریعہ حسب ذیل ترتیب اور طریقہ ختم پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ تعوذ اور تسمیہ کے بعد پہلے

(۱) کوئی قرآنی سورت یا رکوع (۲) ایک مرتبہ سورہ کافرون مع تسمیہ

(۳) تین مرتبہ سورہ اخلاص مع تسمیہ (۴) ایک مرتبہ سورہ فلق مع تسمیہ

- (۵) ایک مرتبہ سورہ ناس مع تسمیہ (۶) ایک مرتبہ سورہ فاتحہ مع تسمیہ
- (۷) سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں 'الم' سے 'مُفْلِحُونَ' تک (بقرہ- ۱ تا ۵)
- (۸) وَالْهُكْمُ إِلَهُ وَوَاحِدٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ (بقرہ- ۱۶۳)
- (۹) آیہ الکرسی 'اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ' سے 'وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ' تک (بقرہ- ۲۵۵)
- (۱۰) 'أَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ' سے 'فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ' تک (بقرہ- ۲۸۵ تا ۲۸۶)
- (۱۱) شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ (آل عمران- ۱۷ تا ۱۸)
- (۱۲) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (انعام- ۱۱۵)
- (۱۳) إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ (اعراف- ۵۶)
- (۱۴) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ (توبہ- ۱۲۸ تا ۱۲۹)
- (۱۵) دَعَوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (يونس- ۱۰)
- (۱۶) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (انبیاء- ۱۰۷)

- (۱۷) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَ خَاتَمَ
النَّبِيِّينَ ؕ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (احزاب-۴۰)
- (۱۸) إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (احزاب-۵۶)

(۱۹) درود شریف ایک مرتبہ

(۲۰) دعاء ایصالِ ثواب و مغفرت (آگے تفصیل دی گئی ہے)

- (۲۱) سُبْحُنَ رَبِّكَ رَبَّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى
الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (احزاب-۱۸۰ تا ۱۸۲)

نوٹ : یہ سب نہ پڑھ سکیں تو مختصر ایک بار سورہ فاتحہ ، تین بار سورہ اخلاص اور
ایک بار درود شریف کم از کم پڑھ کر اہل قبر کو اسکا ایصالِ ثواب کریں۔

آدابِ دعا

- (۱) دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل اس طرح رکھیں کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف
ہوں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار اونگلیں کا فرق و فاصلہ رہے (عالمگیری)
- (۲) اکثر فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ بوقتِ زیارتِ قبور دعا و استغفار کرنا عمدہ ہے
اور اس سے انکو نفع پہنچتا ہے۔ (اشعۃ المعات)
- (۳) دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر مل لینا (پھیر لینا) چاہئے۔
یہی معتبر اور صحیح ہے اور یوں ہی خبر میں وارد ہے۔ (غیاثیہ۔ عالمگیری۔)

دعاءِ ایصالِ ثواب

قبرستان میں یہ سب پڑھ لینے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر ان الفاظ میں
دعاۓ ایصالِ ثواب کریں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاهُ اِلَى فُلَانٍ (صاحبِ قبر کا نام لیں)۔

(رد مختار - شرح لباب ملا علی قاری)

ترجمہ :- اے اللہ ! ہم نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب (فلاں) کو پہنچا دے۔

نوٹ :- اگر وقت ہو تو والدی و مرشدی حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی

صوفی قادری علیہ الرحمہ کی مرتبہ جامع دعائے ذیل پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ اِلَى رُوْحِ نَبِيِّكَ وَ حَبِيبِكَ شَفِيعِ الْمَذْنُبِيْنَ وَ رَحْمَةِ لِّلْعٰلَمِيْنَ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَسَلَّم ثُمَّ اِلَى اَرْوَاحِ جَمِيعِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَ اَرْوَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اٰلِهٖ الطَّاهِرِيْنَ وَ اَصْحَابِهٖ الْاَكْرَمِيْنَ وَ الشُّهَدَاءِ وَ اَئِمَّةِ الدِّيْنِ وَ سَائِرِ الْاَوْلِيَاءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (صاحبِ قبر کا نام)

ترجمہ : اے اللہ ! میں نے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب تیرے نبی اور تیرے حبیب

گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے اور سارے جہانوں کے لئے رحمت

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو پھر تمام نبیوں

اور رسولوں اور خلفائے راشدین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ازواجِ مطہرات مومنوں کی ماؤں اور آپ کی آلِ پاک اور آپ کے صحابہ

کرام اور شہیدوں اور دین کے اماموں اور جملہ اولیاء و صالحین اور تمام زندہ

و مَرْدَہ مومن مَرْدُوں اور عورتوں اور مسلمان مَرْدُوں اور عورتوں کی

روحوں کو پہنچا تیری رحمت کے وسیلے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ! خاص طور پر فلاں (قبر والے کا نام) کی روح کو ثواب پہنچا۔

دعا مغفرت

① استغفار یعنی مغفرت طلب کرنے کیلئے ذیل میں چند قرآنی دعائیں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۝ (بقرہ-۲۸۶)

ترجمہ : (اے اللہ !) اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔

۲۔ رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا (ال عمران-۱۹۳)

ترجمہ : اے ہمارے رب ! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو مٹا دے۔

۳۔ أَنْتَ وَلِيِّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ ۝

(اعراف-۱۵۵)

ترجمہ : (اے اللہ !) تو ہمارا مولا ہے ، تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

۴۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ

الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم-۳۱)

ترجمہ : اے ہمارے رب ! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔

۵۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِيمِينَ ۝ (مومنین-۱۱۸)

ترجمہ : اے میرے رب ! بخشدے اور رحم فرما اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

۶۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ (حشر-۱۰)

ترجمہ : اے ہمارے رب ! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخشدے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔
اے ہمارے رب ! بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

(ب) احادیث شریفہ میں مروی مغفرت کی چند دعائیں بھی درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ وَالْعِظَامِ النَّخْرَةِ الَّتِي خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِكَ مُؤَمِّنَةٌ اَدْخِلْ عَلَيْهَا رَوْحًا مِنْكَ وَسَلَامًا مِنَّا فَاسْتَغْفِرْ لَهُ مَنْ مَاتَ مِنْ لَدُنْ اَدَمَ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! ان فانی روجوں اور ہڈیوں کے رب جو دنیا سے نکل گئیں اور وہ سب تجھ پر ایمان رکھتے تھے ان میں تو اپنی جانب سے روح داخل فرما اور ان پر ہمارا سلام ہو۔ پس از آدم علیہ السلام تا ایں دم جو موت سے دوچار ہوا اسکی بخشش فرمادے۔

۲۔ یا یہ دعا واستغفار پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُمْ بِحَقِّ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
رَاغِبِلِمَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا
اللّٰهُ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! لا الہ الا اللہ کے طفیل ہمیں انکے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں انکے بعد کی آزمائش میں نہ ڈال۔ اسکو بخشدے جس نے لا الہ الا اللہ کہا۔ اور ہمارا حشر ان کے زمرہ میں فرما جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا۔

ارشاد نبوی ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسکے پڑھنے سے پڑھنے والے کے پچاس سال

کے گناہ بخش دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! جسکے پچاس سالہ گناہ نہ ہوں تو ؟ آپ نے فرمایا اسکے والدین اور قریبداروں اور عام مسلمانوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

۳۔ یاہے دعائے مغفرت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعْفِرْ لَهُ وَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَالْحَقُّ بِنَبِيِّهِ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ اسکی بخشش فرما اور اسکو معاف فرما دے اور اسکو اسکے نبی سے وابستہ فرما دے۔

۴۔ یاہے دعائے مغفرت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اَعْفِرْ لَهُ وَاَرْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاَعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزْلَهُ وَ اَوْسِعْ مَدْخَلَهُ وَاَغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالتَّلَجِ وَالبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقِّي الثَّوْبَ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ۔ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! اسکو بخش دے اور اسکی پرہیزگاری پر رحم فرما اور اسکو عافیت دے اور اسکو معاف فرما دے اور اسکے اترنے کی جگہ کو بزرگی عطا کر اور اسکے داخل ہونے کی جگہ کو کشادہ فرما اور اسکو پانی برف اور اولوں سے دھو دے اور اسکو خطاؤں سے ایسا ہی پاک کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے پاک کر کے اُجلا کر دیا جاتا ہے۔

۵۔ یا یوں دعائے مغفرت کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَبْدِلْ لَهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَرَوْحًا خَيْرًا مِّنْ رُّوْحِهِ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهِ مِنَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ زَاكِيًا فَرَزِكْهُ وَاِنْ كَانَ خَاطِئًا فَاعْفِرْ لَهُ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! اسکے گھر کو بہترین گھر میں اور اسکی روح کو بہترین روح میں بدل دے اور اسکو جنت میں داخل فرما اور دوزخ سے بچا۔ اے اللہ ! اگر وہ پاک تھا تو اسے اور پاکیزہ کر دے اور اگر وہ خطاکار تھا تو اسکو بخش دے۔
۶۔ یایوں مغفرت کی دعا کریں۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَوَانِنَا وَلِأَحْوَاتِنَا وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِنَا۔

ترجمہ : اے اللہ ! ہمارے بھائیوں اور ہماری بہنوں کو بخش دے اور ہمارے درمیان صلح کر دے اور ہمارے دلوں کو ملا دے۔

نوٹ : اگر صاحبِ قبر ایک شخص ہے تو دعا کے مذکورہ الفاظ ہی ہونگے لیکن اگر اہلِ قبور کی تعداد ایک سے زیادہ ہے جنکی زیات اور جنکے لئے دعائے مغفرت کی جارہی ہے تو ان دعاؤں میں جہاں 'ہ' ہے اسکی جگہ 'ہم' اور 'لہ' کی جگہ 'لہم' اور 'عنہ' کی جگہ 'عنہم' کہیں۔

کسی کے عذاب میں کمی اور کسی کے مدارج میں بلندی عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بوقتِ زیارتِ قبور 'گل افشانی' تلاوتِ قرآن ' دعا اور فاتحہ درود وغیرہ کے ذریعہ ایصالِ ثواب کرنے سے قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی اور ان کی مغفرت کے اسباب بن جاتے ہیں یہ بات تو صرف عذابِ قبر میں مبتلا گنہگار مسلمانوں پر صادق آتی ہے لیکن اولیاء اللہ و بزرگانِ دین تو گنہگار بندوں کی تعریف میں نہیں آتے نیز ان پر پہلے ہی سے بارشِ رحمت ہوا کرتی ہے تو پھر ان خاصانِ خدا کیلئے 'گل افشانی' تلاوتِ قرآن ' فاتحہ درود اور دعا وغیرہ کیوں پیش کئے جاتے ہیں۔

اس کا سیدھا سادہ جواب یہی ہے کہ اس عمل کے ذریعہ جہاں عذاب میں گرفتار اہل قبور کو نجات و مغفرت نصیب ہوتی وہیں نیک و برگزیدہ اہل قبور کے مدارج میں اضافہ پر اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس بلندی مدارج کی کوئی حد اور انتہا ہی نہیں کیونکہ خدا کی عطا کردہ رحمتیں اور نعمتیں بھی بے انتہا اور غیر محدود ہیں۔

قبر پر عود لوبان یا اگر بتی جلانا

۱۔ قبر پر آگ جلانا جاہلیت کی رسموں سے ہے اور باطل و فسق ہے۔

(مضمرات عالمگیری)

۲۔ قبر کے پاس آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔ (ثاہی)

نوٹ :- کیونکہ نور سے نسبت رکھنے والی ہستیوں کو نار (آگ) سے بھلا کیا نسبت ؟ اس لحاظ سے مزارات پر اگر بتیاں جلا کر لگانا اور مزار سے متصل عود دان میں آگ رکھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے ؟

۳۔ البتہ قرآن خوانی یا فاتحہ خوانی کے وقت قرآن کی عظمت و بزرگی اور زائرین کی راحت کے مقصد سے عود و لوبان اور اگر بتی جلانا ہو تو وہ قبر سے فاصلہ پر رہے تاکہ اسکی خوشبو پہنچے مگر آگ مزار کے قریب نہ رہے۔

قبر پر ہاتھ سے مسح کرنا اور بوسہ دینا

عام طور پر صندل مالی کے وقت قبروں پر تبر کا ہاتھ رکھنے یا مسح کرنے یا تعظیماً و احتراماً بوسہ دینے پر سخت اعتراض کرتے ہوئے اس عمل کو بدعت ضلالہ اور شرک تک قرار دیا جاتا ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری کا یہ حوالہ بھی دیا جاتا ہے کہ

وَلَا يَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا يَقْبِلُهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارَى

یعنی قبر کو نہ ہاتھ سے چھوئے اور نہ بوسہ دے کہ یہ نصرا نیوں کی عادت ہے۔

واضح باد کہ یہ حکم عام قبور کیلئے ہے۔ لیکن خاص قبور کا حکم بھی خاص ہے۔

چنانچہ اسی فتاویٰ عالمگیری میں مذکور بالا عبارت سے کچھ آگے یوں لکھا ہے

”وَلَا بَأْسَ بِتَقْيِيلِ قَبْرِ وَالِدَيْهِ“ یعنی والدین کی قبروں کو بوسہ دینے میں

کچھ مضائقہ نہیں ہے جب جسمانی والدین کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے تو پھر روحانی

والدین یعنی اساتذہ کرام، پیرانِ کبار، مرشدانِ نامدار، بزرگانِ دین، اولیاء اللہ

صالحین اور انبیاء عظام علیہم السلام کی قبور شریفہ کو بوسہ دینا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا

کیونکہ جسم ادنیٰ ہے اور روح اعلیٰ ہے۔ لہذا جسمانی والدین کا مرتبہ کم ہے اور روحانی

والدین کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔

قبر بوسی کو قبر پرستی یا شرک کا نام دینا علانیہ زیادتی ہے کیونکہ صحیح حدیث

شریف کے الفاظ ”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ“ یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

سے ظاہر ہے کہ عمل کا اجر نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ یوں بھی یہ ایک ناقابلِ انکار

حقیقت ہے کہ کوئی بھی مسلمان تو کجا غیر مسلم شخص بھی اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کو

ہر گز ہر گز خدا نہیں سمجھتا بلکہ ان کے خدا کے بندے ہونے پر عقیدہ رکھتا ہے۔

لہذا تعظیم و احترام کی نیت سے کیا گیا یہ عمل بدعتِ ضلالہ، شرک یا پوجا ہر گز نہیں

کہلا سکتا۔

اس سلسلہ میں روایات ذیل سے مزید روشنی ملتی ہے۔

۱۔ ایک روز مروان نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جو

اپنی پیشانی کو قبر نبوی ﷺ پر رکھے ہوئے ہیں مروان نے اعتراض کیا کہ

”اے شخص تو جانتا ہے کہ قبر پر تو کیا کر رہا ہے۔“ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ

نے جواب دیا

”جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحُجْرَةَ“

یعنی اے مردان ! میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں اور کسی خالی قبر یا پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ (مسند احمد، مستدرک جاکم، تھذابن حجر)

اس حدیث شریف سے قبر پر یوسہ اور مزار پر جبین سائی کا ثبوت مل گیا۔

۲۔ ابنِ عساکر علیہ الرحمہ نے سندِ جید کے ساتھ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے فتح بیت المقدس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں واپسی کا واقعہ لکھا ہے جس کا ذکر شفاء الاسقام میں حضرت سبکی اور ابن حجر علیہما الرحمہ نے بھی کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ ”اے بلال ! یہ کیا جفا دے دفائی ہے کہ ہماری زیارت کا تجھ کو ابھی وقت نہیں آیا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ غمزدہ و خوف زدہ حالت میں بیدار ہوئے اور بے چین و بے تاب اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور روضہ نبوی ﷺ پر اپنا منہ ملنے لگے اور رونے لگے۔ اس وقت کئی صحابہ موجود تھے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر کسی نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (ابن عساکر، شفاء المقام، ابن حجر)

صاحب ”تحقیق الحق المبین“ نے لکھا ہے کہ ان سب کاموں سے مقصود احترام و تعظیم ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ ”قبر کو یوسہ دینا اور ہاتھ سے مس کرنا جائز ہے۔ اسی پر علمائے صالحین کا عمل ہے۔

۳۔ مکہ معظمہ کے شافعی علماء میں سے ایک ابن ابی الصیف یمانیؒ سے منقول ہے

کہ قرآن کریم اور حدیث کے اوراق اور بزرگانِ دین کی قبریں چومنا جائز

ہے۔ (شرح بخاری ابن حجر)

۳۔ خود امام شافعی علیہ الرحمہ بھی قبروں کو بوسہ دینے کو مطلقاً مباح و جائز کہتے ہیں جبکہ تبرک کی نیت و ارادہ ہو۔ (تحقیق الحق البین)

استمداد، استغاثہ، استعانت اور توسل

استمداد، استغاثہ اور استعانت مترادف الفاظ ہیں جن سے ہر ایک لفظ کے معنی ہیں مدد طلب کرنا۔ توسل کے معنی ہیں وسیلہ بنانا۔
مقبولانِ بارگاہِ الہی کی ارواح کو بارگاہِ الہی میں اس قدر قرب و منزلت حاصل ہے کہ دنیوی زندگی کی طرح انکے وصال کے بعد انکی ارواح کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کرامات و تصرفات عطا کئے جاتے ہیں۔ جن کے وسیلہ سے مجازاً مخلوق کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائی جاتی ہے۔ لیکن حقیقی قاضی الحاجات تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ بعض دین نا آشنا لوگ اللہ کے سوا غیر اللہ سے مدد مانگنے کو یعنی غیر خدا سے استمداد کو حرام اور شرک قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن، حدیث، فقہ اور اسلاف کے عمل سے استمداد، استغاثہ، استعانت اور توسل کا واضح ثبوت ملتا ہے جو ذیل میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ قرآن پاک کی بے شمار آیات میں غیر اللہ سے مدد لینے کا واضح ثبوت ملتا ہے مثلاً
(i) وَلَدْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔
(سورہ بقرہ ۲۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

(ii) قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ (ال عمران ۵۲)

ترجمہ: (مسیح نے) کہا، کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔

حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

(iii) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ
وَالْعُدْوَانِ (مائدہ-۲)

ترجمہ :- اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

(iv) وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ (بقرہ-۱۵۳)

ترجمہ :- مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ۔

(v) إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا (مائدہ-۵۵)

ترجمہ :- تمہارا مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں۔

(vi) دورِ نبوی ﷺ سے پہلے اہل کتاب حضور نبیِ آخر الزماں ﷺ

کے وسیلے سے دعائیں کرتے اور اپنی حاجتیں اور مرادیں پاتے۔

چنانچہ ارشادِ ربانی ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى

الَّذِينَ كَفَرُوا (بقرہ-۸۹)

ترجمہ : اور اس سے پہلے وہ اسی (نبی) کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول میں ہے کہ جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے

جنگ کرتے تو حضور ﷺ کے وسیلے سے دعائے نصرت کرتے تھے کہ اے اللہ!

اس نبیِ آخر الزماں کے طفیل ہمیں فتح دیدے تو رب انھیں فتح عطا کرتا تھا۔

۲۔ استمداد ‘ احادیث شریفہ سے بھی ثابت ہے مثلاً

(i) حضور اکرم ﷺ نے اپنے ایک صحابی ربیعہ بن کعب سلمیٰ

رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”سَلِّ“ یعنی کچھ مانگ لو۔ انہوں نے جواب

دیا ”اَسْأَلُكَ مَرَاْفَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ“ یعنی میں آپ سے جنت میں آپکی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اسکے سوا اور کچھ مانگو انھوں نے عرض کیا بس صرف اتنا ہی۔ آپ نے فرمایا ”تم بھی اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔“ (مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف میں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے جنت مانگی تو سرکار نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر مجھ (غیر خدا) سے جنت کیوں مانگی۔ اور نہ ہی صحابی رسول نے خیال کیا کہ میں خدا کو چھوڑ کر غیر خدا سے کیوں مانگوں بلکہ حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ ربیعہ ! جنت تو منظور ہے اسکے سوا اور کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو پھر لطف یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی اپنے صحابی (غیر خدا) سے فرماتے ہیں ”اَعْنِي“ یعنی اے ربیعہ ! تم میری مدد کرو۔ اگر غیر خدا سے مانگنا شرک ہے تو کیا حضور ﷺ اپنے صحابہ اور امت کو نعوذ باللہ شرک کی تعلیم و تربیت دینے کیلئے مبعوث ہوئے تھے؟

(ii) ارشاد نبوی ہے کہ جب مدد لینا چاہو تو تین بار کہو ”يَا عِبَادِيَ اللّٰهُ اَعِيْنُوْنِي“ (حصن حصین) یعنی یوں پکارے کہ ”اے اللہ کے بندو میری مدد کرو“ (تین بار)

اس حدیث شریف میں بھی اللہ کے بندوں (غیر اللہ) سے

مدد مانگنے کی ہدایت ہے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

(iii) سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ملکِ شام میں چالیس لاکھ

رہتے ہیں ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو حق تعالیٰ اس جگہ دوسرے کو مقرر فرما دیتا ہے اور چالیس کی تعداد پوری رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا ان کے طفیل ہی بارش ہوتی ہے، دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور اہل شام سے عذاب مٹتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”استمداد سے مراد ہم یہ سمجھتے ہیں کہ داعی، خدا سے دعا کرتا ہے اور اس مقرب بندہ کو وسیلہ بناتا ہے یا پھر اس اللہ والے کو پکارتا ہے کہ اے خدا کے خاص بندے اور ولی! میرے لئے شفاعت کیجئے کہ میری مراد آجائے اور میرا مطلوب عطا ہو جائے۔ اگر لوگ اسکو شرک کہتے ہیں تو پھر زندگی میں بھی توسل اور طلب دعا کے روزمرہ کئی واقعات بھی شرک ہو جائیں گے۔“
(اشعۃ المعات)

۴۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”سمجھنا چاہئے کہ غیر سے اس طرح مدد چاہنا کہ اسی پر بھروسہ ہو اور اسکو مدد الہی کا مظہر نہ جانے حرام ہے اور اگر توجہ صرف حضرت حق کی طرف ہے اور غیر کو مدد الہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت و اسباب میں نظر کر کے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے تو یہ عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے بھی غیر سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے اور درحقیقت یہ استعانت غیر کے ساتھ نہیں بلکہ حق تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے“ (تفسیر فتح القدیر)

لہذا شریعت میں اس عقیدہ کے ساتھ کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ کی ہے اور

اولیاء کرام دراصل رب تعالیٰ ہی کی قدرت کے مظہر ہیں، اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ کسی جاہل سے جاہل مسلمان تو کجا غیر مسلم بھی ولی اللہ کو ہر گز خدا نہیں سمجھتا۔

۵۔ امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ”جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی ہے“
(اشعة المعات)

۶۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ ”جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہو گا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کے مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہو گی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہو گی۔“ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ جن کو منکرین استمداد بھی مانتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا جو صحیح ثابت ہوا۔ (نزہۃ الخاطر)

۷۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”اگر میرے کسی مرید کا ستر مشرق میں بڑھنے ہو جائے تو اگرچہ میں مغرب میں بھی ہوں گا تو اسے ڈھانک دوں گا۔“ (بہجۃ الاسرار)

۸۔ ابن جوزی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شریعتِ مصطفیٰ سیکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ امام اعظم علیہ الرحمہ کی روح کو ان کے جسم میں لوٹا دیتا اور وہ جب معمول ہر روز صبح امام اعظم علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہو کر ان سے فقہ

اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔ (مشارق الانوار)

۹۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”جب کبھی مجھے کوئی حاجت ہوتی تو میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی قبر پر برکت کیلئے حاضر ہوتا ہوں۔ دو رکعت نماز کے بعد امام اعظم علیہ الرحمہ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرتا ہوں تو حاجت پوری ہو جاتی ہے۔“ (شامی)

۱۰۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب ڈھائی ہزار برس بعد امتِ مصطفیٰ کی یہ مدد فرمائی کہ شبِ معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے بارگاہِ ایزدی میں پانچ نمازیں کرادیں۔ (عام کتب احادیث)

ایسی صورت میں استمداد کے منکرین کو چاہئے کہ روائہ پانچ نمازوں کے بجائے پچاس نمازیں ہی پڑھیں کیونکہ غیر اللہ (موسیٰ علیہ السلام) کی مدد شامل ہونے کے باعث پچاس نمازیں کم ہو کر پانچ ہو گئیں۔

۱۱۔ علماء صالحین اور بزرگانِ دین سے ان لفاظ کے ساتھ استمداد کرنا (یعنی مدد طلب کرنا) جائز ہے کہ اے پروردگار ! فلاں بزرگ کے طفیل سے میرا یہ کام پورا کر دے۔ (شرح بخاری۔ شرح المنج، شفاء الاسقام، فتاویٰ علامہ اعلیٰ، رد مختار، جواہر المظہم، صلح الاخوان، لباب المناسک، اشعة الممعات، الفتح المبین فی الاستغاثۃ بالصلحاء والصالحین)

کشف قبور اور استفاضہ

۱۔ کشفِ قبور کا ایک طریقہ یہ ہے کہ نو سکھ مرید پہلے کسی قبر کی طرف جائے اور قبر کی میت کے چہرے کے بالکل مقابل بیٹھ کر ذکر اور مراقبہ کرے۔ جو کامل ہوتا ہے اسکو قبر پر جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ جہاں کہیں بھی ہوتا ہے مردوں کے حالات دیکھ سکتا ہے۔ کشفِ قبر کا ذکر یہ ہے کہ قبر

کے نزدیک بیٹھ کر اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھاتے ہوئے ”یَا نُور“ کہے اور اپنے دل پر ربط مارے اور حالِ قبر سے ”اِکْشِفْ“ (کھل جا) کہے پھر تیسرا ربط میت کے مقابل ہو کر لگائے تاکہ وہ اپنا حال کہے۔ (شاہد الوجود)

۲۔ میت کی مقبولیت، دعوت اور مغفرت کے اذکار کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے سیدھے جانب ”یَا قَرِیْبُ“ اور بائیں جانب ”یَا رَقِیْبُ“ اور نیچے زمین کی طرف ”یَا مَحِیْطُ“ اور آسمان کی طرف ”یَا مُجِیْبُ“ کہیں اور ”یَا مُجِیْبُ“ کہتے وقت دو گھٹنوں پر کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائیں اور ذکر ختم کرتے وقت ہر بار اپنا ہر وہ مقصد جسکے آرزو مند ہوں دل میں لائیں اسی طرح خوب ذکر کریں۔ (شاہد الوجود)

۳۔ مشائخِ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرستان میں داخل ہوں تو سورہ فتح دو رکعت میں پڑھیں پھر میت (اہلِ قبر) کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھیں اور سورہ ملک پڑھیں اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور گیارہ (۱۱) بار سورہ فاتحہ پڑھیں پھر قبر سے قریب ہو کر اکیس (۲۱) بار یَا رَبِّ کہیں پھر یَا رُوحَ کہہ کر اسکو آسمان میں ضرب کریں اور ”یَا رُوحَ الذُّوْحِ“ کی دل میں ضرب کریں یہاں تک کہ کشائش اور نور پائیں۔ پھر اسکے منتظر رہیں کہ جسکا فیضان صاحبِ قبر سے اپنے دل پر ہو سکے۔

(قول الجلیل)

کشفِ ارواح

مشائخِ قادریہ نے فرمایا ہے کہ کشفِ ارواح کیلئے جو طریقہ ہمارا مجرب ہے وہ شرائط کے ساتھ یہ ہے کہ دائیں طرف سُبُّوح کی ضرب لگائیں اور بائیں جانب

قُدُّوس کی ' آسمان میں رَبُّ الْمَلَائِكَةِ کی اور دل میں وَالرَّوْح کی ضرب لگائیں۔ (تول الجیل)

نوٹ : شرائط سے مراد خلوت کے علاوہ غسل کرنا، پاک و طاہر لباس پہننا، خوشبو لگانا، اور مصلیٰ (جانماز) پر مصاحف رکھے بغیر بیٹھنا ہے۔ (سید الصوفیہ)

طعام یا شیرینی کی تقسیم

۱۔ قرآنی آیت شریفہ ”وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ“ (دہر-۸) یعنی اور اس (اللہ) کی محبت میں وہ کھانا کھاتے ہیں“ کے تحت فقراء و مساکین میں طعام اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے واسطے صدقہ دیتے ہیں، ان کے لئے حج کرتے ہیں کیا یہ انھیں پہنچتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق پر خوش ہوتا ہو، جبکہ اس کا ہدیہ پیش کیا جائے۔ (زیلی)

۳۔ حضور ﷺ کو حلوا (شیرینی) بہت پسند تھا (بخاری)۔

اس لئے اکثر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

زیارتِ قبور کے بعد واپسی

قبرستان سے جب واپس ہونا چاہیں تو بہتر ہے کہ کچھ صدقہ دیتے ہوئے جائیں خواہ روپیہ، پیسہ، کھانا، شیرینی، حتیٰ کہ اگر کچھ دستیاب نہ ہو تو پانی ہی سہی۔ بہر حال اموات و اہل قبور کے نام سے جب بدنی صدقہ سے ثواب پہنچائیں تو لازم ہے کہ مالی صدقہ سے بھی ثواب پہنچائیں جس سے جمع بین الصدقتین (دو صدقوں

کی سبجائی) کا ثواب حاصل ہو جائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ عامۃ المسلمین زیارتِ قبور کیلئے جاتے وقت شیرینی یا کم از کم شکر اور چند سکے کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ خود بھی کھاتے ہیں، لذتِ زیارت اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلا کر یا صدقہ و خیرات کر کے خوش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ منکرین کو حیرت زدہ کر دیتے ہیں۔ (سید الصوفیہ)

ثواب سب کو یکساں اور برابر

افضل یہ ہے کہ صدقات مالی و بدنی کا ثواب اموات (مردوں) اور احياء (زندوں) کو بلا کم و نقص پہنچتا ہے۔ (تاتارخانیہ)

اہل سنت و جماعت کا بھی یہی مذہب ہے۔ (رد مختار، فتح القدر، بحر الرائق، بدائع القان)
نوٹ: یعنی اللہ کی رحمت اس قدر وسیع اور بے کنار ہے کہ اگر ایک روپیہ مثلاً صدقہ یا خیرات دیتے ہوئے اس کا ثواب دس اموات کی ارواح کو پہنچائیں تو اس ایک روپیہ کی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ غفور الرحیم اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کی روح کو ایک ایک روپیہ کا ثواب ہی پہنچانے کا حکم فرشتوں کو دیتا ہے۔

متفرق مسائل قبور

قبر پختہ بنانا منع ہے

رسول اللہ ﷺ نے قبر میں چونہ گچ کرنے سے منع فرمایا (مسلم، مشکوٰۃ)۔

یعنی شارحین حدیث نے فرمایا ہے کہ میت کے جسم سے ملے ہوئے قبر کے اندرونی حصہ کو پختہ کرنا، پکی اینٹ لگانا یا لکڑی لگانا مطلقاً ممنوع ہے خواہ وہ دلی کی قبر ہو یا عام مسلمان کی قبر ہو میت کا جسم مٹی میں رہنا چاہیے۔ البتہ لوگوں کو نظر آنے والے قبر کے بیرونی حصہ کو پختہ کرنا عوام کی قبروں کیلئے منع لیکن اولیاء و مشائخ و علماء کی قبروں

کیلئے جائز ہے کہ اس میں ان خاص قبروں کی حرمت و تعظیم مقصود ہے۔ (مرآة)

قبر کی شکل اور اونچائی

۱۔ سفیان ثمارؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر انور کو کوہان نما دیکھا۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

۲۔ کوہان نما سے مراد ڈھلواں جیسے اونٹ کا کوہان اور پیٹھ۔ اس حدیث کی بناء پر امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد حنبل علیہم الرحمہ فرماتے ہیں کہ قبر ڈھلوان بنانا بہتر ہے لیکن امام شافعیؒ کے پاس چو کوئی قبر بنانا بہتر ہے۔ (مرآة)

۳۔ قاسم بن ابو بکر رضی اللہ نے علی بن عاتشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرہ نبوی میں تینوں قبور کی زیارت کرنے کے بعد بیان کیا کہ وہ قبور شریفہ بالکل بلند تھیں اور نہ ہی زمین و میدان سے بالکل چسپیدہ و پست تھیں۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ حضور ﷺ کی قبر انور زمین سے ایک باشت اونچی رکھی گئی تھی۔ (مرآة)

۵۔ ہم میں سے بڑا بہادر وہ تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا یعنی وہ قبر اتنی اونچی بنائی گئی تھی کہ اسے پھلانگنا دشوار تھا۔

(مرآة بحوالہ بخاری)

مزار پر غلاف ڈالنا

۱۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن عاتشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا اے اماں ! میرے لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دورِ فیق حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں پر سے غلاف اور پردہ اٹھا دیجئے تو علی بن ابی طالب نے میرے لئے ان قبروں

سے غلاف اٹھا دیا۔ قبور شریف نہ بالکل بلند تھیں نہ ہی زمین و میدان سے بالکل چسپیدہ و پست تھیں۔ (مقلوۃ)

اس حدیث شریف کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حدیث میں ”اِكْشَفْنِي لِي“ کی شرح ”اِظْهَرْنِي وَاَرْفَعْنِي اَسْتَارَهُ“ ہے یعنی میرے لئے کھول دیجئے سے مراد اسکے استار کو ظاہر کر دیجئے اور اٹھا دیجئے۔ جہاں استار جمع ہے ستر کی بمعنی پردہ و غلاف۔ (مرقات)

لہذا اس حدیث شریف سے قبروں پر غلاف ڈالنا ثابت ہو گیا۔

۲۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ”ناواقف یا غافل زائرین کو اہل قبور اولیاء کا خوف اور ادب دلانے کیلئے قبروں پر کپڑے اور غلاف کار کھنا جائز ہے تاکہ اہل قبور کی عظمت اور تعظیم عام نظروں میں ثابت ہو اور اولیاء اللہ کی حقارت (یعنی ناقدری) نہ ہونے پائے۔“ (رد مختار)

۳۔ بعض فقہاء نے قبروں پر غلاف، عمامہ اور کپڑے ڈالنے کو مکروہ کہا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس وقت جبکہ عوام کی نظر میں تعظیم مقصود ہو، تاکہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں اور غافل زائر سے طلب ادب و اخلاص منظور ہو تو جائز ہے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ (رد مختار)

قبرستان میں چراغاں کرنا جائز ہے

۱۔ اگر کسی قبر کی جگہ مسجد ہو یا کہ قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی دلی اللہ یا کسی محقق عالم کی قبر ہو تو انکی تعظیم کرنے اور لوگوں کے برکت حاصل کرنے اور وہاں اللہ سے دعائیں کرنے کیلئے چراغ جلانا جائز ہے۔ (بوازیہ)

۲۔ اولیاء صالحین کی قبروں کے پاس قندیلیں اور موم بتیاں جلانا ان کی عظمت

کیلئے جائز ہے اس سے منع نہ کیا جائے۔ (روح البیان۔ کشف النور عن اصحاب القبور)
 ۳۔ حضور اکرم ﷺ رات کے وقت دفن کے لئے تشریف لے گئے تو آپ
 کیلئے چراغ جلایا گیا۔ (مشکوٰۃ)

یعنی قبر پر آگ لیجانا منع ہے مگر چراغ لیجانا جائز کہ یہ روشنی کیلئے ہے۔ (مرآۃ)

قبر پر گنبد و قبہ بنانا

عام مسلمانوں کی قبروں پر گنبد یا قبہ بنانا اسلئے منع ہے کہ ایسا کرنا بے فائدہ
 ہے۔ البتہ ایسی قبروں پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہیں یا پتھر نصب کر دیں تاکہ نشان مٹ نہ
 جائے اور فاتحہ پڑھنے میں سہولت ہو۔

لیکن علماء کرام ‘ مشائخ عظام اور اولیاء اللہ و صالحین کی تعظیم و توقیر
 در حقیقت اسلام کی تعظیم ہے اور ان حضرات کے مزارات پر بے شمار زائرین و
 معتقدین حاضری دیا کرتے ہیں اسلئے ایک تو صاحبِ قبر کی عظمت کا اظہار کرنے کیلئے
 اور دوسرے زائرین کی جانب سے وہاں بیٹھ کر تلاوتِ قرآن و فاتحہ خوانی کرنے کیلئے
 راحت و آسائش فراہم کرنے کی نیت سے آس پاس سایہ دار عمارت اور قبہ وغیرہ بنانا
 شرعاً جائز ہے جس کا ثبوت سنت صحابہ سے ملتا ہے مثلاً

۱۔ صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد
 حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کرتے
 ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی
 جگہ اپنے اہل بیت کے مُردوں کو دفن کریں گے۔ (مشکوٰۃ۔ ابوداؤد)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وہ پہلے مہاجر صحابی ہیں جو مدینہ
 منورہ میں فوت اور جنت البقیع میں دفن ہوئے آپ حضور ﷺ کے رضاعی

بھائی تھے۔ (مرآۃ)

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنے دستِ اقدس سے نہ صرف انکی قبر کے سرہانے پتھر لگا بلکہ آپ نے اسی جگہ ان کا عظیم الشان مقبرہ بنایا۔

(لمعات)

۲۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی تدفین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں عمل میں آئی۔ اگر یہ ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام پہلے حجرہ کی دیواروں کو منہدم کر کے گرا دیتے پھر آپ کو دفن کرتے۔ یہی نہیں بلکہ خلافت فاروقی کے زمانہ میں اسی حجرہ اقدس کے اطراف کچی اینٹوں کی دائرہ نما دیوار اٹھادی گئی۔ بعد ازاں ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں ۸۸ھ میں اسی عمارت کو سنگ بستہ کر کے نہایت مضبوط بنادیا۔

(خلاصۃ الوفا بخبار دار المصطفیٰ)

اگر کوئی کہے کہ یہ خصوصیتِ مصطفیٰ ﷺ تھی تو مخفی مباد کہ اسی روضہ میں حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی آسودہ ہیں۔

۳۔ سبطِ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن ثنی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کی قبر پر آپ کی زوجہ محترمہ نے قبہ ڈال رکھا جو ایک سال تک قائم رہا۔ جسکے لئے حدیث شریف کے الفاظ ہیں ”ضَرَبْتُ إِمْرَأَتَهُ الْقَبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً“ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

نوٹ : صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا۔ اگر یہ ناجائز ہوتا تو کوئی صحابی اعتراض کرتے اور اسکو بھی اس حدیث میں بیان کیا جاتا۔

- ۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملی ملی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا تھا۔ (خلاصۃ الوفا۔ مفتی شرح موطا)
- ۵۔ ملی ملی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنایا تھا۔ (خلاصۃ الوفا۔ مفتی شرح موطا)
- ۶۔ محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنایا تھا۔ (خلاصۃ الوفا۔ مفتی شرح موطا)
- ۷۔ علماء صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے جبکہ اس سے مقصود لوگوں میں انکی عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ اس اہل مزار کو حقیر نہ جانیں (روح البیان)
- ۸۔ علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے تاکہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام پائیں۔ (مرقات)
- ۹۔ مشائخ و صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں یہ مصلحت ہے کہ اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو۔ خاص کر ہندوستان میں اہل ہندو کفار و مشرکین اور دشمنانِ دین کے سامنے اس میں شان اسلام کا اعلان اور انھیں مرعوب کرنے کا ذریعہ ہے۔ (شرح سفر السعادات)
- ۱۰۔ مشائخ و علماء اور سادات کی قبروں پر عمارت بنانا مکروہ نہیں۔ (ثنائی)
- ۱۱۔ قبر پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہی قول پسندیدہ ہے۔ (در مختار)
- ۱۲۔ قبر پر صحیح غرض کیلئے خیمہ لگانا جیسے کہ زندوں کو دھوپ سے بچانے کیلئے ہو نہ کہ میت پر سایہ کرنے کیلئے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ (یعنی شرح بخاری)
- نوٹ: مسلم و مشکوٰۃ کی حدیث شریف میں ”أَنْ يُبْنَىٰ عَلَيْهِ“ یعنی ”قبر پر کچھ بنانا“ منع ہے کے الفاظ سے یہی مراد ہے کہ قبر پر دیوار نہ بنائی جائے۔

کیونکہ قبر دیوار میں آجائے تو یہ حرام ہے کہ اس میں قبر کی توہین ہے اسی لئے حدیث میں 'علیہ' فرمایا گیا۔ 'حولہ' نہ فرمایا۔ لہذا خاصانِ خدا کی قبروں کے عین اوپر نہیں بلکہ قبروں کے گرد قبہ کی دیواریں تعمیر کی جاتی ہیں۔

بعض کام پہلے زمانہ میں مکروہ آخری زمانہ میں مستحب
۱۔ صحابہ کرام کے دور میں حکم تھا کہ قرآن حکیم کو آیات اور رکوع (کی علامات) اور اعراب (زیر ' زیر پیش وغیرہ) سے خالی رکھو لیکن بعد میں ضرورت درپیش ہوئی تو یہ کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے۔ (ثنائی)

۲۔ دورِ نبوی میں زندہ لوگوں کو خود پختہ مکان بنانے کی ممانعت تھی۔ ایک صحابی نے پختہ مکان بنایا تو آنحضور ﷺ اس قدر ناراض ہو گئے کہ انکے سلام کا جواب نہ دیا اور جب اسکو انھوں نے گرا دیا تو سلام کا جواب دیا۔ (مشکوٰۃ) لیکن آج کئی منزلہ کا مپکس کی شکل میں مکانات بلکہ مساجد دینی مدارس کا بنانا رواج رکھا گیا ہے۔

۳۔ پہلے زمانہ میں تعلیم قرآن، اذان اور امامت پر اجرت لینا حرام تھا مگر بعد کو ضرور آجائز قرار دیا گیا۔ (عام اتمام کتب فقہ)

۴۔ مساجد کو تنگ اونچی بنانے اور انکو آراستہ کرنے کی ممانعت کا پہلے حکم تھا۔ (مشکوٰۃ)

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم خنجر پر سوار نہ ہو اور چپاتی روٹی نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور اپنے دروازے کو اہل حاجت کیلئے بند نہ کرے ورنہ سزا دی جائیگی۔ (مشکوٰۃ)

نوٹ: آجکل ہندوستان میں مسلمانوں کے ایسے موقوفہ املاک مثلاً مسجدوں، خانقاہوں اور قبرستانوں کو دیدہ دانستہ منہدم کر کے ان پر غیر اقوام ناجائز

قبضہ کر رہے ہیں جنکی علامات اور نشانیاں موجود ہیں۔ پھر ان قبرستانوں کا کیا حشر ہوگا قابلِ غور ہے جنکی ساری کچی قبریں چند دنوں میں گر گر برابر ہوتی جا رہی ہیں۔ لہذا آج وقت کی شدید اور اہم ضرورت ہے کہ ہر قبرستان میں کچھ قبریں پختہ بھی ہوں قبرستان کے حدود پر احاطہ کی دیوار بھی قائم ہو تاکہ ان موقوفہ املاک کی حفاظت میں آسانی ہو سکے۔

قبر پر بیٹھنا ممنوع سے مراد

مذکورہ بالا حدیث مسلم و مشکوٰۃ میں قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا گیا۔ یعنی قبر پر چڑھ کر بیٹھا جائے تو یہ حرام ہے کیونکہ اس میں قبر کی توہین ہے دوسری حدیث میں تو قبر کو ٹیکہ لگا کر بیٹھنے پر تک ممانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن قبر کے پاس تلاوت قرآن کیلئے بیٹھنا یا پھر وہاں کی نگرانی اور انتظام کرنے کیلئے مقبرہ میں قبر سے ہٹ کر بیٹھنا بالکل جائز ہے۔

۱۔ چنانچہ علی بنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجرہ نبوی کی نگران و محافظ تھیں اور اسکی کنجی اپنے پاس رکھتی تھیں۔ لوگ آپ سے حجرہ اقدس کھلوا کر قبر انور کی زیارت کیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت امام حسن ثنی رضی اللہ عنہ کی قبر پر انکی زوجہ محترمہ ایک سال تک قبہ بنا کر اسکی نگرانی کرتی تھیں۔ (بخاری مسلم)

نوٹ : آج بھی روضہ نبوی مدینہ منورہ کی نگرانی و کلید (کنجی) وہاں مخصوص مقررہ افراد کے سپرد رہتی ہے جنھیں اغوات یا خواجہ سرا کہتے ہیں ان کا ایک سردار ہوتا ہے جسکو شیخ اغوات کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں قبور یا آستانہ کے ایسے نگران کاروں کو مجاور کہتے ہیں۔

مسلمانوں کی قبروں کو گرا دینا سخت منع

بعض لوگ مسلمانوں کی قبروں کو گرا کر زمین برابر کر دینے کا جواز نکالتے ہیں اور اسکے لئے مشکوٰۃ کی اس حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل ہیں کہ ”کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر مٹا دو اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اسکو برابر کر دو۔“ اس حدیث کو بہانہ بنا کر نجدیوں نے اہل بیت اور کئی صحابہ کرام کے قبے ہی نہیں انکے مزارات کو تک گرا کر زمین کے برابر کر دیا جبکہ ایک عام مسلمان کی قبر کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرنا شریعت میں سخت منع ہے کیونکہ اس میں اس صاحبِ قبر کی توہین ہے۔

شارحین کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن قبروں کو گرا دیا تھا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی جتنی قبریں بنی تھیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے بنی تھیں۔ البتہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں مسجد نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے بارے میں حکم دیا تو وہ اکھیڑ دی گئیں۔ ورنہ مسلمان کی قبر کیلئے سنت ہے کہ زمین سے کچھ اونچی رہے۔ اسے بالکل پیوندِ زمین کرنا خلافِ سنت ہے۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ جن قبور کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اکھیڑا تھا یا اکھیڑنے کا حکم دیا تھا وہ قبریں مسلمانوں کی نہیں بلکہ کفار و مشرکین کی تھیں۔ ورنہ تعجب ہے کہ ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اونچی قبریں گرا دیں اور دوسری طرف آپ ہی کے فرزند محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ ‘ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے ؟

مرتب کے دیگر کتب

- فضائل درود شریف : درود شریف کے فضائل ایک نئے انداز و نہج کے ساتھ۔
- اوراد قادر یہ حصہ اول و دوم : حضرت غوث اعظمؒ کے روزمرہ وظائف مع اردو ترجمہ پہلی بار۔
- اوراد قادر یہ حصہ سوم : حضرت غوث اعظمؒ کے روزمرہ وظائف مع اردو ترجمہ پہلی بار۔ (زیر طبع)
- دلائل الخیرات : اوراد و وظائف پر مشتمل حضرت محمد بن سلیمان جزولی کی شہرہ آفاق کتاب کا اردو ترجمہ۔
- بخار الخیرات : حضرت غوث اعظمؒ کے مرتبہ درود دعا و درود مع اردو ترجمہ۔ (زیر طبع)
- تجلیات مدینہ : مؤلف کے منتخبہ نعتیہ کلام کا مجموعہ۔
- تحفة الصوفیہ : صحیح نصاب زکوٰۃ پر نفیس تحقیق۔ ترجمہ مع ضمیمہ۔
- تحفة الصوفیہ : کا انگریزی ترجمہ (زیر طبع)
- تجلیات بغداد : بغداد شریف میں اکرام فرمانیاء، آل رسول، صحابہ، ائمہ، صوفیہ و اولیاء کی سوانح۔
- سر الاسرار مع اردو ترجمہ و تحشیہ نور الانوار : حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی تصوف پر معرکہ آرا کتاب۔
- مقدس یحمال : یحمال قریب میدک کے اولیائے کرام کے تاریخی حالات و کرامات۔
- مکتوبات غوث اعظمؒ : فارسی مکتوبات غوث اعظمؒ کا اردو ترجمہ پہلی بار۔
- شاہد الوجود : دیرھ صدی قدیم فارسی مخطوطہ تصوف مع اردو ترجمہ قابل دید کلمات۔
- عظمت اولیاء کرام : اولیاء کرام کی عظمت اور ان کا مقام قرآن و حدیث کی روشنی میں۔
- عظمت والدین : ماں باپ کا رتبہ قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

”عظمت والدین“ کا انگریزی ترجمہ

THE DIGNITY OF PARENTS

ESSAYS ON ISLAMIC TOPICS

فاتحہ اموات :- یعنی حیات اموات، ایصال ثواب، عرس، فاتحہ سیوم، ہفتیم، دہم، چہلم، وغیرہ کا شرعی ثبوت (زیر طبع)

مشنوی شریف مولانا روم ایک تجزیہ :-

ملنے کا پتہ

سید الصوفیہ اکیڈمی۔ 21-1-247 ”تصوف منزل“۔

قریب ہائیکورٹ۔ حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۰۲ فون 4562636